سیرت نبوی ﷺ ایک تحقیقی جائزہ

طارق علی شاہ*

ڈاکٹر عبدالقدوس**

A Research Review of S┘rāh Nabv┘ (SAW)

Abstract:

Prophet Hood consists of guidance from Allah to humankind. It is a Allah given blessing and a favor that is bestowed on an individual chosen be Him to convey His message, which cannot be acquired or earned otherwise.

There has never been a human being so well-respected, loved and followed as Muhammad (SAW), the final messenger of Allah. There has never been a person who has changed world history so dramatically as Muhammad (SAW) and his message. The Prophet (SAW) was the single most important person in the history of the world. Knowledge of the Prophetic Biography is necessary for every Muslim and sharing it with everyone is a responsibility. The importance of a complete biography of the Messenger as available to us cannot be under estimated in this troubled time since both Muslims as well as Non-Muslims have serious knowledge gap when it comes to even approaching the nature of the Final Prophet and the Ultimate Messenger of God sent to all of humanity, who came to restore the primordial religion of Man, the submission to Allah and His Commands.

Muhammad (SAW) serves as: - Allah's messenger and prophet to all mankind as an example of human behavior and noble character Therefore, in studying his life-story we should derive lessons and morals that can help us in our lives today.

Keywords: Prophet Muhammad (SAW), Biography, Ideal Personality, Qurān, Hād┘ th.

نبی کریم ﷺ کی خصوصیات کو ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

هوالذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلواعلیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة، وان کانوامن قبل لفی ضلالٍ مبین[1]

*M.Phil research Scholar, Department of Islamic Studies & Research, University of Science & Technology, Bannu.

**Assistant Professor, Department of Islamic Studies & Research, University of Science & Technology, Bannu.

ترجمہ:(اللہ)وہ ذات ہے جس نے امیین (عربوں) میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا،جوان پر اللہ کی آیات تلاوت کریں اوران کا تزکیہ کریں،اوران کو کتاب وحکمت (سنت) کی تعلیم دیں،اوراگرچہ وہ اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

انك لعلیٰ خلق عظیم [2]

ترجمہ:اے محمد ﷺ !بے شک آپ خلق عظیم پر (قائم)ہیں۔

اسی طرح امت کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول الله اسوۃ حسنة لمن کان یرجوالله والیوم الآخر [3]

ترجمہ: تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ اوریوم آخرت کی امید رکھتا ہے۔

اس آیتِ کریمہ کی روسے ایک مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ کا آخری اور برگزیدہ رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ بمنزلہ روشنی کے مینار کے ہیں، جس کی مدد سے ہر مسلمان زندگی کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کرکے دنیاوی سفر طے کرتاہے اور آخرت کی طرف گامزن ہے۔نبی کریم ﷺ کے کردار واخلاقِ عظیمہ کو اپنے لیے نمونہ بنانا اور مشعلِ راہ بنانا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔اوراسی میں اس کی فلاح وکامیابی ہے،اوراسی میں اس کی صلاح وبہتری ہے، لیکن جب کوئی مسلمان اس طریقہ ووطیرہ سے انحراف کرکے تغافل برتے تووہ دیناوی زندگی کی تاریکیوں میں بھٹک کر صحیح راستے سے دور ہوجاتاہے اوراس کی زندگی جادۂ مستقیم سے ہٹ جاتی ہے،اور پھر جب وہ بھٹک کر حرص وہوس کا پجاری بن جاتاہے توقرآنی آیتِ "اولئك كالانعام بل هم اضل "کی روسے وہ جانوروں سے بھی بدتر ہوجاتاہے۔

توگویاکہ ایک کامیاب مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے اسوۃ اور سیرت اورآپ ﷺ کی سنت وحدیث کو سمجھے اورکم ازکم زندگی کے کسی بھی موڑپر پیش آنے والے حالات وواقعات کے بارے میں آپ ﷺ کے طرزِ عمل کو سمجھے۔اورایک مسلمان کے لیے آپ ﷺ کی سیرت کواپنانااختیار کے درجے میں نہیں ہے بلکہ ضروری ہے،کیونکہ اگرچہ آیتِ کریمہ "لقد کان لکم فی رسول الله اسوۃ حسنة الخ"سے اختیار معلوم ہوتاہے۔تاہم قرآن کریم کی دیگر آیات میں اس کے لازمی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی [4]

ترجمہ:(اے پیغمبر)آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرلو۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع الله [5]

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

الغرض ایک مسلمان کیلئے اپنے پیغمبر حضرت محمدﷺ کی سیرت سے باخبر رہنااور اس کو اپنانا ضروری اور انتہائی اہم ہے۔ زیر نظر تحقیق میں سیرت کے بارے میں چند تحقیقی باتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(1)سیرت کا لغوی معنٰی:

یہ لفظ اردو اور فارسی میں "سیرت" اور عربی میں "السیرۃ" استعمال ہوتا ہے۔اس کا مادہ،س،ی،ر ہے۔

سار یسیر سیرًا وسیرۃً ومسیرۃً(باب ضرب یضرب)اس میں دو احتمال ہیں: یہ سارَ یسیر سے مصدر بھی بنتا ہے،اور اس صورت میں اس کا معنٰی ہوتا ہے: "چلنا،راستہ لینا،رویہ یا طریقہ اختیار کرنا،روانہ ہونا،عمل پیرا ہونا[6]" جبکہ تحقیقی بات یہ ہے کہ سار یسیر سے فعلۃ کا وزن ہے،بمعنی چلنے کا انداز و طریقہ۔جیسے ذبحۃ کا معنی ہے:ذبح کا طریقہ۔اور قتلۃ کا معنٰی ہے: قتل کا طریقہ [7]

اس کے علاوہ یہ مندرجہ ذیل معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

اسلوب،چال چلن،حالت،رویہ،کردار،خصلت وعادت۔[8]

یہ لفظ اگرچہ عام ہے تاہم اب یہ نبی کریمﷺ کی ذات کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔لفظِ سیرۃ مفرد ہے اور اس کی جمع سِیَر آتی ہے جیسے امام محمدؒ کی کتابیں:السیر الصغیر و السیر الکبیر وغیرہ۔اور یہ لفظ اگرچہ آﷺ کی ذات کے ساتھ خاص ہو گیا ہے یہی وجہ ہے کہ جب مطلق لفظِ سیرت بولا جائے تو اس سے آپﷺ کی سیرت ہی مراد ہوتی ہے۔چنانچہ مطالعہ سیرت یا کتبِ سیرت میں سیرت سے مراد آپﷺ کی مبارک زندگی کے حالات وواقعات ہی ہے۔

تاہم بعض دفعہ اہم شخصیات کی سوانحِ عمری اور اہم تاریخی واقعات کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔چنانچہ "سیرتِ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھا،یا سیر الصحابہ و سیر الصحابیات،کے نام سے کتابیں مشہور ومعروف ہیں۔البتہ جب کبھی کبھار اس لفظ کی اضافت کتاب کے مصنف و مؤلف کی طرف ہو جائے تو وہاں پر آپﷺ کی سیرتِ طیبہ ہی مراد ہوتی ہے۔چنانچہ "سیرت ابن ہشام،سیرت ابن اسحاق وغیرہ میں آپﷺ کی سیرت ہی مراد ہے جو ابن ہشام و ابن اسحاق وغیرہ نے لکھی ہے۔

سیرت کا لفظ کبھی مطلق استعمال ہوتا ہے جبکہ اس کے علاوہ کبھی سیرت مصطفٰی،سیرت النبیؐ،سیرت الرسولؐ وغیرہ الفاظ کے ساتھ بھی استعمال ہوتا ہے،نیز کبھی کبھار اظہارِ عقیدت ومحبت کے لیے سیرت طیبہ،سیرت مطہرہ یا سیرت پاک وغیرہ جیسے الفاظ کے ساتھ بھی مستعمل ہوتا ہے۔

سیرت کا اصطلاحی مفہوم:

سیرت کااصطلاحی مفہوم مندرجہ ذیل مختلف طریقے سے بیان کیا گیاہے:

السیرۃ :الحالۃ التی یکون علیھا الانسان وغیرہ غریزیاً کان اومکتسباً۔[9]

ترجمہ: سیرت سے مراد وہ حالت ہے جس پر انسان وغیرہ قائم ہو، چاہے وہ طبعی وغیر اختیاری (قدرتی) ہو یا چاہے وہ کسب کی گئی ہو۔

(2) Life of the prophet Muhammadﷺ manner of dealing with others, conduct and biography.[10]

ترجمہ: پیغمبر محمد علیہ السلام کی زندگی، دوسروں کے ساتھ ڈیلنگ ومعاملات کا طریقہ، چال چلن اور سوانح عمری (کانام سیرت ہے)

(3) آنچہ متعلق بوجود پیغمبرﷺ وصحابۂ کرام رضوان تعالی علیھم وآں عظام است وازابتداءِ تولدِ آنجناب تاغایتِ وفات آں راسیرت گویند۔[11]

ترجمہ: وہ جو نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کے وجود سے متعلق ہو اور آپ علیہ السلام کی ولادت مبارک سے لے کر وفات تک کے حالات کو سیرت کہتے ہیں۔

(4) آپﷺ کی اصل سیرت تو تمام ذخیرۂ احادیث ہے، لیکن متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات اور سرایا کے حالات اور واقعات کے مجموعے کو سیرت کہا جاتا ہے۔[12]

گویا کہ آپﷺ کی مبارک زندگی کے حالات وواقعات کے بیان کو سیرت کہتے ہیں۔

لفظِ سیرت پورے قرآن کریم میں صرف ایک مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سنعیدھاسیرتھاالاولیٰ [13]

ترجمہ: ہم اس کو (اژدھا جو موسیٰؑ کی لاٹھی سے بن چکا تھا) اس کی پہلی حالت پر لوٹادیں گے۔

ابتدائی دَور میں کتب سیرت کو عموماً مغازی وسیر کی کتابیں کہا جاتا تھا۔ لفظِ مغازی مغزیٰ کی جمع ہے جس کا معنی ہے؛ جنگ یا غزوہ کی جگہ ووقت۔ تاہم اب مغازی سیرت کا ایک جزء بن گیا ہے۔

سیرت اور مغازی میں فرق:

فنی اعتبار سے سیرت اور مغازی میں مندرجہ ذیل فرق ہے:

مغازی کا انداز تاریخی ہوا کرتا ہے جبکہ سیرت کا انداز قانونی ہوتا ہے۔ خصوصاً جب فقہ میں سیرت کا لفظ استعمال ہو جائے تو اس سے مراد جنگ وقتال سے متعلق قوانین ہوتی ہیں، مثلاً: ذمی ومستامن کے احکام وغیرہ۔ جیسا کہ امام محمدؒ کی کتابیں: السیر الکبیر،

والسیر الصغیر،السیر الاوسط مشہور ہیں۔ان میں انہی احکام و قوانین کا ذکر ہے۔

سیرت عند المحدثین:

محدثین کے نزدیک سیرت کا لفظ مغازی اور جہاد دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔چنانچہ صحیح مسلم میں کتاب السیر والجہاد۔ بخاری میں کتاب الجہاد والسیر اور فتح الباری شرح البخاری میں کتاب المغازی والسیر ہے۔

حدیث اور سیرت میں فرق:

نبی پاکﷺ کے ارشادات،افعال واعمال اور تقریرات اس اعتبار سے کہ کیا جائز ہے؟،کیا ناجائز ہے؟ یہ حدیث ہے،جبکہ آپﷺ کے افعال واقوال و تقریرات میں آپﷺ کے شمائل اور طرزِ زندگی ملحوظ ہو تو یہ سیرت ہے۔نیز سیرت میں کم درجہ کی روایات بھی چلتی ہیں،جبکہ حدیث میں مستند روایات کا ہونا ضروری ہے۔

سیرتِ طیبہ کے مآخذ و مصادر:

(1) قرآن مجید : سیرت کا بنیادی اور مستند ترین ماخذ قرآن مجید ہے۔چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا اشاد ہے:

"کان خلقه القرآن [14]"یعنی آپﷺ کے اخلاق بعینہٖ قرآن ہے۔

چنانچہ بعض سیرت نگاروں نے سیرت کی پوری کتابیں ایسی لکھی ہے جن کی بنیاد قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں سیرت طیبہ کا بیان ہے۔مثلاً:ابوالکلام آزادی کی کتاب "رسولِ رحمت"۔

(2) سیرت نبویﷺ کا دوسرا ماخذ تفسیر ہے:

تفسیر کی تعریف:

وقال الزركشي: التفسير: علم يفهم به كتاب الله المنزل على نبيه محمد صلى الله عليه وسلم وبيان معانيه واستخراج أحكامه وحكمه ـ [15]

ترجمہ: تفسیر سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعے نبیﷺ پر نازل شدہ کتاب اللہ کا فہم اور اس کے معانی کا بیان اور حکم اور حکمتوں کا استخراج معلوم ہوں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت ہے:

ولاتكن للخائنين خصيما۔[16]

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی ابیرق نے خود چوری کی تھی اور الزام ایک یہودی پر لگایا تھا،اور الزام کو سچ ثابت کرنے کے لیے یہ چال چلائی کہ کہ آٹے کے تھیلے میں سوراخ کر کے مذکورہ یہودی کے گھر تک لے گئے تھے۔چنانچہ ظاہری شواہد و قرائن کو دیکھ کر آپ

ﷺ کا میلان بنی ابیرق کی طرف بن گیا تھا، لیکن آیتِ کریمہ نازل ہو گئی، جس سے یہودی کی برات و بے گناہی ثابت ہو گئی۔

قال أبو جعفر: وهذه الآية عندي تأديبٌ من الله جل ثناؤه عبادَه المؤمنين أن يفعلوا ما فعله الذين عذَروا بني أبيرق= في سرقتهم ما سرقوا، وخيانتهم ما خانوا۔[17]

(3) سیرت کا تیسرا ماخذ حدیث ہے۔ حدیث، قرآن کریم کے بعد سیرت کا مستند ترین ماخذ ہے۔

حدیث کی تعریف:

نبی علیہ السلام کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں[18]۔ چنانچہ امام بخاریؒ کی کتاب "صحیح بخاری" میں "باب بدء الوحی "کتاب المغازی اور کتاب النکاح" سیرت ہی سے متعلق احادیث پر مشتمل ہیں۔

(4) سیرت کا چوتھا ماخذ شمائلِ نبوی ﷺ ہیں۔ کتبِ شمائل نبوی ﷺ سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں خصائلِ نبویہ ﷺ پر مبنی احادیث ذکر ہو، اس بارے میں شمائلِ ترمذی امام ترمذی کی کتاب مشہور ہے، اسی طرح "الشمائل النبویہ والخصائل المصطفویہ" بھی اسی سے متعلق ہے۔

(5) سیرت کا پانچواں ماخذ مغازی ہے۔ چنانچہ شروع میں سیرت اور مغازی میں کوئی فرق نہیں تھا تاہم اب مغازی سیرت کا ایک جزء بن گیا ہے۔

(6) سیرت کا چھٹا ماخذ طبقات کے نام سے لکھی گئی کتابیں ہیں جس کی تفصیل یہ ہے: کہ بعض علماء نے مشہور شخصیات کو الگ الگ کر کے ہر گروہ یا طبقے کے مشاہیر کے حالات الگ الگ کتابوں میں جمع کیے ہیں، جو طبقات کے نام سے مشہور ہیں، جیسے: طبقاتِ ابن سعد، طبقات الاطباء وغیرہ۔ ان جیسی کتابوں میں چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے متعلق احوال بھی بیان کیے گئے ہیں، جو سیرت کا مواد بن سکتا ہے، مثلاً: الطبقات الکبیر (جو طبقات ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ کے نام سے مشہور ہے) یہ محمد بن سعد کی تصنیف ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اور تابعین کے حالات پر مشتمل ہیں۔ مکمل کتاب 8 جلدوں میں ہے۔ اسی طرح علامہ ذہبیؒ کی کتاب "تاریخ الاسلام والطبقات المشاہیر والاعلام" بھی اسی سے متعلق ہے۔

(7) سیرت کے لیے ماخذ و مصدر کتب تواریخ بھی ہے۔ چنانچہ سیرت کا ایک بہت بڑا حصہ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے، خصوصاً حرمین (مکہ مکرمہ) کی تاریخ جن کتابوں میں بیان کی گئی ہے۔ وہ سیرت کے لیے ایک بڑا ماخذ ہے۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی تاریخ پر پہلی کتاب، ابن زبالہ نے 199ھ میں لکھی۔ اسی طرح ابن الارزق کی کتاب اخبار مکہ المشرفۃ مشہور ہے۔ اس کے علاوہ علامہ سمہودی کی کتاب وفاالوفاء باخبار دار المصطفیٰ، ابراھیم رفعت پاشا کی کتاب تاریخ الحرمین، محمد حسین ہیکل کی کتاب فی منزل الوحی، عبدالقدوس انصاری کی کتاب آثار المدینۃ المنورۃ۔ اسی طرح اردو میں مولٰنا عبدالمعبود کی دو کتابیں "تاریخِ مدینہ

منورہ اور تاریخ مکہ مکرمہ "اس بارے میں لکھی گئی کتبِ تاریخ ہیں۔خاص حرمین پر لکھی گئی کتب کے علاوہ اور بھی تاریخِ اسلام کی ضخیم کتابیں موجود ہیں جو سیرت کے لیے ماخذ بنی ہیں: مثلاً: امام ابن جریر طبری کی کتاب "تاریخ الرسل والملوك "جو تاریخ طبری کے نام سے مشہور ہے اس کتاب کی کل 8 جلدیں ہیں۔اس کا اردو میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔علامہ ابن الاثیر کی کتاب "الکامل فی التاریخ "ہے جس کی کل 9 جلدیں ہیں۔حافظ ابن کثیر کی کتاب "البدایۃ والنہایۃ "کی کل 9 جلدیں ہیں،اس کتاب کی دوسری جلد سے لے کر چھٹی جلد تک کی پانچ جلدیں سیرت سے متعلق ہیں۔اوراس کتاب کا یہ مخصوص (سیرت والا) حصہ "سیرت ابن کثیر "کے نام سے الگ سے 4 جلدوں میں شائع بھی ہوا ہے۔

سیرت نبوی ﷺ تاریخ کے آئینے میں (ابتدائے تالیف سیرت)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دورِ خلافت میں اس بات کی خواہش ظاہر کی، کہ تاریخ میں کوئی کتاب تدوین کی جائے۔چنانچہ اس مقصد کے لیے صنعاءِ یمن سے عبید بن شریۃ الجرھمی کو بلایا۔چنانچہ اس نے گذشتہ لوگوں اور بادشاہوں کے اخبار کی کتاب لکھی۔اور یہی چیز بنیاد بنی اس بات کی، کہ اکثر علماء عمومی تاریخ کے بجائے خصوصی طور پر سیرتِ نبی ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے۔[19]

البتہ یہ بات مسلم ہے کہ تدوین سیرت کتابت حدیث ہی کے بعد معرضِ وجود میں آئی ہے،اور انہی محدثین ہی نے سب سے پہلے سیرت کی تدوین وتالیف کی ہے۔چنانچہ سب سے پہلے عروۃ بن الزبیر (المتوفی 92ھ) نے تدوین وکتابت سیرت کی۔اس بارے میں مقدمہ سیرت ابن ہشام میں لکھتے ہیں:

"فجاء اکثرمن رجل کلهم محدث، فدونوافی السیرۃ کتباً، نذکرمنهم ؛عروۃ بن الزبیربن العوام الفقیه المحدث ،الذی مکنهٔ نسبهٔ من قبل ابیه الزبیر وامه اسماء بنت ابی بکر ان یروی الکثیرمن الاخبار والاحادیث عن النبی ﷺ وحیاۃ صدرالاسلام ۔[20]

یعنی عروۃ بن زبیر بن العوام جیسے فقیہ ومحدث نے سیرت مدون کی۔اور آپؒ کے اپنے باپ حضرت زبیر بن عوام اور اپنی ماں اسماءبنت ابی بکر جیسے شریف نسب رکھنے اور نجیب الطرفین ہونے کی برکت تھی کہ آپؒ سے نبی ﷺ کی احادیث اور سیرت کا ایک بڑاذخیرہ منقول ومروی ہے۔اسی طرح الدکتور محمد سعید رمضان لکھتے ہیں:

ولعل اول من اهتم بکتابة السیرة النبویة عموماً ،هوعروة بن الزبیر المتوفی 92ھ ثم ابان بن عثمان المتوفی 105ھ ثم وهب بن منبه المتوفی 110ھ ،ثم شرحبیل بن سعید المتوفی 123ھ ثم ابن شهاب الزهری المتوفی 124ھ ۔[21]

ترجمہ: اور شاید کہ سب سے پہلے سیرتِ نبوی ﷺ کو عمومی طور پر لکھنے کا جس نے اہتمام کیا۔ وہ عروہ بن زبیر ہے پھر اس کے بعد ابان بن عثمان، پھر وھب بن منبہ، پھر شرحبیل بن سعد، پھر ابن شھاب الزھری نے کتابتِ سیرت کی۔

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگرچہ مختلف محققین (متقدمین ومتاخرین) نے سیرت کی تالیف میں اپنا حصہ ڈالا ہے، تاہم ان سب میں سب سے زیادہ معتمد، محمد ابن اسحاق (المتوفی 152ھ) کی سیرت ہے، جس کو عبدالملک ابن ہشام نے مہذب ومنقح کر کے امت کے سامنے پیش کیا۔ اس بات پر تقریباً تمام محققین کا اتفاق ہے۔

سیرت نگاروں کی اقسام:

سیرت کی تالیف وکتابت کا کام کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں:

(1) پہلی قسم ان مؤلفین کی ہے جنہوں نے متقدمین کی کتابوں کو سامنے رکھ کر تالیف کی ہے۔ اور یہ تین طریقوں سے ہوا ہے۔ اول یہ کہ متقدمین کی کتابوں کی تشریح کی ہے۔ دوم یہ کہ متقدمین کی کتابوں کا اختصار پیش کیا ہے۔ سوم یہ کہ متقدمین کی کتابوں کو کلامِ منظوم کی شکل میں پیش کیا ہے۔

اول کی مثال، سہیلی اور ابوذر ہے جنہوں نے سیرۃ ابن ہشام کی تشریح کر کے گویا شروحات لکھی ہیں۔

دوم کی مثال، قاسم بن قطلوبغا ہے جس نے حافظ علاؤالدین مغلطائی کی کتاب کی تلخیص واختصار کی ہے۔

سوم کی مثال، عبدالعزیز بن احمد المعروف بسعد الدیری (م 607ھ) اور ابوالحسن فتح بن موسیٰ القصری (م 608ھ) اور ابن سعید (م 793) ہیں، جنہوں نے نظم واشعار کی شکل میں سیرت نگاری کی ہے۔

(2) دوسری قسم ان مؤلفین کی ہے جنہوں نے سیرت کی کئی کتابوں کو سامنے رکھ کر ان سے ایک نئی کتاب کی تخریج کر کے ایک مستقل مصنف کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی ہے۔ اس قسم میں شامل چند مصنفین کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

ابن فارس لغوی (م 395ھ) محمد بن علی بن یوسف الشافعی (600ھ) علاؤالدین علی بن محمد الخلاطی الحنفی (م 708ھ)، علی بن برھان الدین صاحب السیرۃ الحلبیۃ (م 1044ھ) وغیرہ۔

(3) تیسری قسم ان مؤلفین (سیرت نگاروں) کی ہے جنہوں نے تلخیص کا کام کیا ہے بایں صورت کہ سیرت النبی ﷺ کے کسی خاص جزء کی تلخیص کی ہو، مثلاً: مولدِ نبوی ﷺ سے متعلق کوئی کتاب لکھنا وغیرہ۔ ان جیسی کتابوں کو جزء کے نام سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح سیرت نگاروں کی مختلف طرزِ تحریر کے اعتبار سے بھی سیرت کی کتابوں کی کئی قسمیں بنتی ہیں:

(1) محدثانہ انداز میں لکھی گئی کتب، جیسے "البدایہ والنہایۃ" کا جزء سیرت۔

(2)فقہی مسائل کی ترتیب سے فقیہانہ انداز میں لکھی گئی کتب، جیسے زادالمعاد فی ہدی خیر العباد۔

(3)عاشقانہ اور صوفیانہ انداز سے لکھی گئی کتب، جیسے:شفاء لقاضی عیاض۔

(4)مغازی اور غزوات کو معیار بناکر مرتب شدہ کتب، جیسے: سیرت ابن ہشام۔

(5)مؤرخانہ انداز میں ترتیب شدہ کتب، جیساکہ عام سیرت کی کتابوں کا انداز ہے۔

(6)اس کے علاوہ بعض کتابیں وہ ہیں جو تاریخ، تحدیث اور تحقیق وغیرہ تمام پہلوؤں کے اجتماع سے مرتب ہوئی ہیں اور ان میں سب فنون کی ملی جُلی مثالیں نظر آتی ہیں، جیسے: علی ابن برھان الدین حلبی کی سیرت حلبیۃ۔[22]

خلاصۃ البحث:

ایک مسلمان کے لیے سیرت النبی ﷺ سے واقفیت انتہائی ضروری ہے، چنانچہ ہر مسلمان کا دینی فریضہ بنتاہے کہ وہ اپنے پیغمبر حضرت محمدؐ کی حیات طیبہ سے باخبر ہو اور زندگی کے ہر موڑ پر آپؐ کی مبارک سنتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے۔ سیرت نگاروں نے اسی اہمیت کے پیش نظر مختلف طریقوں سے سیرت نگاری کی ہے چنانچہ سب سے پہلے عروۃ بن الزبیر (المتوفی 92ھ) نے تدوین وکتابت سیرت کی ابتدائی دَور میں کتب سیرت کو عموماً مغازی وسیر کی کتابیں کہا جاتا تھا۔ لفظِ مغازی مغزیٰ کی جمع ہے جس کا معنی ہے؛ جنگ یا غزوہ کی جگہ ووقت۔ تاہم اب مغازی سیرت کا ایک جزء بن گیا ہے۔

سیرت اور مغازی میں فرق: فنی اعتبار سے سیرت اور مغازی میں مندرجہ ذیل فرق ہے: مغازی کا انداز تاریخی ہوا کرتا ہے جبکہ سیرت کا انداز قانونی ہوتا ہے۔ خصوصاً جب فقہ میں سیرت کا لفظ استعمال ہو جائے تو اس سے مراد جنگ وقتال سے متعلق قوانین ہوتی ہیں، مثلاً: ذمی ومستامن کے احکام وغیرہ۔ جیساکہ امام محمدؒ کی کتابیں: السیر الکبیر، والسیر الصغیر، السیر الاوسط مشہور ہیں۔ ان میں انہی احکام وقوانین کا ذکر ہے۔

سیرت عندالمحدثین: محدثین کے نزدیک سیرت کا لفظ مغازی اور جہاد دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں کتاب السیر والجہاد۔ بخاری میں کتاب الجہاد والسیر اور فتح الباری شرح البخاری میں کتاب المغازی والسیر ہے۔

حدیث اور سیرت میں فرق: نبی پاک ﷺ کے ارشادات، افعال واعمال اور تقریرات اس اعتبار سے کہ کیا جائز ہے؟، کیا ناجائز ہے؟ یہ حدیث ہے، جبکہ آپ ﷺ کے افعال واقوال وتقریرات میں آپ ﷺ کے شمائل اور طرزِ زندگی ملحوظ ہو تو یہ سیرت ہے۔ نیز سیرت میں کم درجہ کی روایات بھی چلتی ہیں، جبکہ حدیث میں مستند روایات کا ہونا ضروری ہے۔

سیرت کے مآخذ یعنی جہاں سے سیرت کا مواد لیا گیا ہے، مندرجہ ذیل ہیں:

(1)قرآن کریم(2)علم تفسیر(3)احادیث نبویہ(4)شمائل نبویؐ(5)کتب تاریخ(6)کتب طبقات(7)مغازی۔

حوالہ جات

[1]الجمعۃ:2

[2]القلم:4

[3]الاحزاب:21

[4]العمران 3:3

[5]النساء8:4

[6]ابوالفضل بلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح اللغات، مطبع مجلس نشریات اسلام کراچی،1992ء، ص410،مادہ: س،ی،ر

[7]کیرانوی، مولاناوحیدالزمان،القاموس الوحید، مطبع ادارہ اسلامیات،لاہور، 2001ء، ص831

[8]ایضاً

[9]اصفہانیؒ،امام راغب، غریب القرآن للاصفہانی، مطبع دارالفکر بیروت لبنان، س ن، ج1، ص247

[10]تھانوی، محمد بن اعلیٰ، کشاف اصطلاحات الفنون

[11]شاہ عبدالعزیز، عجالہ ءنافعہ

[12]کاندہلوی، مولانامحمدادریس، سیرت مصطفیٰ، مکتبہ دارالاشاعت، کراچی، س ن، ج1، مقدمہ

[13]طٰہٰ:21

[14]طبرانی،المعجم الاوسط، مکتبہ دارالفکر بیروت لبنان، مطبع1988، ج1، ص75

[15]زرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرھان فی علوم القرآن، مطبع داراحیاء الکتب العربی،1376ھ، مقدمہ، ج1، ص13

[16]النسآء105:4

[17]امام طبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تفسیر طبری، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، س ن، ج9، ص302

[18]جالندھری، خیر محمد، خیر الاصول فی حدیث الرسول، مکتبۃ البشریٰ،2012ء، ص3

[19]عبدالملک ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ دارالخیر، ملتان،1410ھ،1990ء، مقدمہ، ج1، ص20

[20]ایضاً

[21]الدکتور سعید رمضان، فقہ السیرۃ النبویۃ، مطبع دارالفکر المعاصر، بیروت، بیروت1417/1996ھ، ص18

[22]قاری محمد طیب، مقدمہ سیرت طیبہ اردو، مکتبہ دارالاشاعت، لاہور،1999، ج1، ص39